٣٦ ـ باب: الجهاد ما يسع منه وما لا يسع

قال أبو حنيفة ـ رحمه الله ـ : الجهاد واجب على المسلمين إلا أنهم في سعة من ذلك حتى يحتاج إليهم، فكان الثوري يقول: القتال مع المشركين ليس بفرض، إلا أن تكون البداية منهم، فحينئذ يجب قتالهم دفعاً لظاهر قوله : ﴿فإن قاتلوكم فاقتلوهم﴾، وقوله: ﴿وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة﴾، ولكنا نستدل بقوله: ﴿يا أيها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار﴾، وبقوله: ﴿وقاتلوا في سبيل الله﴾، وبقوله: ﴿قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله﴾، وبقوله: ﴿وجاهدوا في الله حق جهاده﴾، حتى لو

---

٣٦ ـ باب: الجهاد ما يسع منه وما لا يسع

قال أبو حنيفة رحمه الله : الجهاد واجب على المسلمين إلا أنهم في سعة من ذلك حتى يحتاج إليهم ، فكان الثوري يقول: القتال مع المشركين ليس بفرض، إلا أن تكون البداية منهم[1] فحينئذ يجب قتالهم دفعاً لظاهر قوله: ﴿فإن قاتلوكم فاقتلوهم﴾ [البقرة : ١٩١] ، وقوله : ﴿ وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة ﴾ [التوبة : ٣٦] ، ولكنا نستدل بقوله : ﴿ يا أيها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار ﴾ [التوبة : ١٢٣] ، وبقوله : ﴿ وقاتلوا في سبيل الله ﴾ ، وبقوله : ﴿ قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ﴾ [التوبة : ٢٩] ، وبقوله : ﴿ وجاهدوا في الله حق جهاده ﴾ [الحج : ٧٨] ، والحاصل أن الأمر بالجهاد وبالقتال نزل مرتباً فقد كان النبي ﷺ مأموراً في الابتداء بتبليغ الرسالة والإعراض عن المشركين قال الله ـ تعالى ـ : ﴿فاصدع بما تؤمر وأعرض عن المشركين﴾ [الحجر : ٩٤] . وقال ـ تعالى ـ : ﴿ فاصفح الصفح الجميل ﴾ [الحجر : ٨٥] ، ثم أمر بالمجادلة بالأحسن كما قال : ﴿ ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة ﴾ ، [النحل: ١٢٥]، وقال : ﴿ولا تجادلوا أهل الكتاب إلا بالتي هي أحسن﴾ [العنكبوت : ٤٦] ، ثم أذن لهم في القتال بقوله : ﴿ أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا ﴾ [الحج : ٣٩] ، ثم أمروا بالقتال إن كانت البداية منهم بما تلا من آيات ، ثم أمروا بالقتال بشرط انسلاخ الأشهر الحرم كما قال تعالى : ﴿ فإذا انسلخ الأشهر الحرم فاقتلوا المشركين ﴾ [التوبة : ٥] ، ثم أمروا بالقتال مطلقاً بقوله ـ تعالى ـ ﴿ وقاتلوا في سبيل الله واعلموا أن الله سميع عليم ﴾ [البقرة : ٢٤٤] ، فاستقر الأمر على هذا ومطلق الأمر

---

(١) انظر الفتاوى الهندية (٢/ ١٨٨) ، انظر بدائع الصنائع (٧/ ٩٨) .

- أنهم من جنس الترك، جيرانهم، وأبناء عمومتهم، مشابهون لهم في الخلقة، وما يوجد من الآثار الدالة على مخالفتهم لصفات الآدميين فكذب مناقض للأدلة الصحيحة.

ثانياً: بلادهم:

- مساكنهم الأصلية في شمالي آسيا، وتحديداً: منغوليا، وشرقي تركستان، منحازين فيها، لم يتمكنوا من الخروج بسبب ردم ذي القرنين مدداً طويلة.

ثالثاً: خروجهم وأنفتاحهم:

- أن ابتداء خروجهم وقع في وقت النبي ﷺ، وبخبره: «فتح اليوم من ردم يأجوج ومأجوج مثل هذه» وحلق الإبهام والسبابة. ثم لم يزل ذلك الفتح يزداد، حتى زال الردم وأندك.

- أن المخترعات الحديثة، والصناعات الراقية، مكنتهم من تجاوز الحواجز الطبيعية الأخرى، فأنفتحوا على الناس من كل مكان، فبرزوا من فوق رؤوس الجبال، ونفذوا من فوق متون البحار، وصعدوا في جو السماء، وصاروا «من كل حدبٍ ينسلون»، ولم يعودوا محصورين خلف الردم لا يطلع عليهم أحد.

- أن انفتاح يأجوج ومأجوج، وخروجهم الابتدائي قد وقع، وحصل منهم الإفساد في الأرض على الناس عموماً، وعلى المسلمين والعرب خصوصاً، كفتنة التتار، في المشرق، وغزوات المجار في بلاد أوربه.

- أن خروجهم في آخر الزمان، الموصوف في حديث النواس بن سمعان، بعد فتنة المسيح الدجال لا يدل على أنهم لم يخرجوا قبل ذلك، إذ المراد بالخروج التحول من محل إلى محلٍ آخر، وليس ابتداء الخروج.

بحديثه (و) لا إلى (مصحف أو سيف مطلقاً أو شمع أو سراج) أو نار توقد، لأن المجوس إنما تعبد الجمر، لا النار الموقدة. قنية (أو على بساط فيه تماثيل إن لم يسجد عليها) لما مر.

(فروع) يكره اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم والتنخم وكل عمل قليل بلا

يضحكه اهـ. قوله: (مطلقاً) أي معلقاً أو غير معلق، وأشار به إلى أن قول الكنز وغيره معلق غير قيد.

وفي شرح المنية: وجه عدم الكراهة أن كراهة استقبال بعض الأشياء باعتبار التشبه بعبادها والمصحف والسيف لم يعبدهما أحد، واستقبال أهل الكتاب للمصحف للقراءة منه لا للعبادة. وعند أبي حنيفة يكره استقباله للقراءة، ولذا قيد بكونه معلقاً وكون السيف آلة الحرب مناسب لحال الابتهال إلى الله تعالى، لأنها حال المحاربة مع النفس والشيطان، ومن هذا سمي المحراب اهـ. قوله: (أو شمع)بفتح الميم على الأوجه والسكون ضعيف مع أنه المستعمل، قاله ابن قتيبة، وعدم الكراهة هو المختار كما في غاية البيان. وينبغي الاتفاق عليه فيما لو كان على جانبيه كما هو المعتاد في ليالي رمضان. بحر: أي في حق الإمام؛ أما المقابل لها من القوم فتلحقه الكراهة على مقابل المختار. رملي. قوله: (لأن المجوس الخ) علة للثلاثة قبله ط. قوله: (قنية) ذكر ذلك في القنية في كتاب الكراهية. ونصه: الصحيح أنه لا يكره أن يصلي وبين يديه شمع أو سراج لأنه لم يعبدهما أحد، والمجوس يعبدون الجمر لا النار الموقدة، حتى قيل: لا يكره إلى النار الموقدة اهـ. وظاهره أن المراد بالموقدة التي لها لهب، لكن قال في العناية: إن بعضهم قال: تكره إلى شمع أو سراج، كما لو كان بين يديه كانون فيه جمر أو نار موقدة اهـ. وظاهره أن الكراهة في الموقدة متفق عليها كما في الجمر. تأمل. قوله: (لما مر) علة لعدم الكراهة وهو كونها مهانة ح. قوله: (يكره اشتمال الصماء) لنهيه عليه الصلاة والسلام عنها، وهي أن يأخذ بثوبه فيخلل به جسده كله من رأسه إلى قدمه ولا يرفع جانباً يخرج يده منه؛ سمي به لعدم منفذ يخرج منه يده كالصخرة الصماء؛ وقيل أن يشتمل بثوب واحد ليس عليه إزار، وهو اشتمال اليهود. زيلعي. وظاهر التعليل بالنهي أن الكراهة تحريمية كما في نظائره. قوله: (والاعتجار) لنهي النبي ﷺ عنه، وهو شد الرأس، أو تكوير عمامته على رأسه وترك وسطه مكشوفاً. وقيل أن يتنقب بعمامته فيغطي أنفه، إما للحر أو للبرد أو للتكبر. إمداد. وكراهته تحريمية أيضاً لما مر. قوله: (والتلثم) وهو تغطية الأنف والفم في الصلاة، لأنه يشبه فعل المجوس حال عبادتهم النيران. زيلعي. ونقل ط عن أبي السعود أنها تحريمية. قوله: (والتنخم) هو إخراج النخامة بالنفس الشديد لغير عذر. وحكمه كالتنحنح في تفصيله كما في شرح المنية: أي فإن كان بلا عذر وخرج به حرفان أو أكثر أفسد. وفي بعض النسخ: والتختم، والمراد به لبس الخاتم في الصلاة بعمل قليل. قوله: (وكل عمل قليل الخ) تقدم

رد المحتار على الدر المختار

حاشية ابن عابدين

محمد أمين بن عمر عابدين

١١٩٨ - ١٢٥٢ هـ

ويليه

تكملة

قرة عيون الأخيار

تكملة رد المحتار على الدر المختار

لنجل المؤلف

(ابن المؤلف)

تقريرات الرافعي

على رد المحتار على الدر المختار

تقرير العلامة

الشيخ عبد القادر الرافعي

المتوفى سنة ١٣٢٣ هـ

إهداء

صاحب السمو الملكي الأمير

الأمير [illegible] بن عبد العزيز آل سعود

دار عالم الكتب

۲۶۳ کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء کی شانِ عظیم میں رخنہ پڑتا۔ اور یہ تو ثابت ہے کہ اِس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک بڑی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اُس کی دعوت عام ہے اور اُس کی خاص تھی اور اس کو ظلّی طور پر تمام مخالف فرقوں کے اوہام دور کرنے کیلئے فطرتی طور پر وہ حکمت اور معرفت سکھلائی گئی ہے جو مسیح ابن مریم کو نہیں سکھلائی گئی کیونکہ بغیر ضرورت کے کوئی علم عطا نہیں ہوتا۔ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔

قرآن کریم بعد موسیٰ کے مثیل مسیح کا آخری زمانہ میں اس اُمّت میں آنا اس طور سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم اپنے کئی مقامات میں فرماتا ہے کہ اس اُمّت کو اسی طرز سے خلافت دی جائے گی اور اسی طرز سے اس اُمّت میں خلیفے آئیں گے جو اہل کتاب میں آئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اہل کتاب کے خلفاء کا خاتمہ مسیح ابن مریم پر ہوا تھا جو بغیر سیف و سنان کے آیا تھا۔ مسیح درحقیقت آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ لہٰذا حسب وعدہ قرآن کریم ضرور تھا کہ اس اُمّت کے خلفاء کا خاتمہ بھی مسیح پر ہی ہوتا اور جیسے موسوی شریعت کا ابتدا موسیٰ سے ہوا اور انتہا مسیح ابن مریم پر۔ ایسا ہی اس اُمّت کے لئے ہو۔ فطوبیٰ لہذہ الامّۃ۔

۲۶۴ اور احادیث میں جو نزول مسیح ابن مریم کا لفظ ہے ہم اس پر بسط تمام لکھ آئے ہیں کہ نزول کا لفظ درحقیقت آسمان سے نازل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں آیا ہے قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا۔[1] تو کیا اس سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے ہی اُترے تھے۔ بلکہ قرآن شریف میں یہ بھی آیت ہے وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم[2] یعنی دنیا کی تمام چیزوں کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر بقدر ضرورت و مقتضائے مصلحت و حکمت ہم اُن کو اتارتے ہیں۔ اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ ہر یک چیز جو دنیا میں پائی جاتی

[1] طلاق: ۱۱-۱۲　[2] حجر: ۲۲

نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رُو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے ◆

اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ ہاں اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنیٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اُس کو کیا کہو گے جو کہہ گیا کہ محمد افضل من بعض الانبیاء۔ اگر میں تمہاری نظر میں کافر ہوں تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خُدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا آسان نہیں۔ تم نے ایک بھاری بوجھ سر پر اُٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا جائے گا!!!

اے بدقسمت لوگو! تم کہاں گرے۔ کونسی چھپی ہوئی بداعمالیاں تھیں جو تمہیں پیش آگئیں۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا۔ ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے، اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آجاؤ۔ کیا خُدا سے اُس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مارے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں چُور چُور ہو کر اور مُردہ سا ہو کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لوگے؟ ھٰذا او بعد الموت نحن نخاصم۔ بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات

صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہل علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں۔ اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ اور نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری آدم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں۔ اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دائرہ اسپر ختم کرتے ہیں اور اپنے کشوف صحیحہ کے رُو سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی معہود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے بروز کے مسئلہ کو اپنی جہالت سے نظرانداز کر دیا ہے۔ اور خدا کی اس سُنت کو جو اس کی تمام مخلوق میں جاری و ساری ہے بھول گئے ہیں۔ وہ لوگ ایک سطحی خیال کو ہاتھ میں لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی رُوح حدیث معراج کی شہادت سے گذشتہ رُوحوں میں داخل ثابت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ آسمان سے اُتارتے اور دُنیا میں لاتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ اس خیال سے مسئلہ بروز کا انکار لازم آتا ہے اور وہ انکار ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تمام ربانی کتابیں مسئلہ بروز کی قائل ہیں۔ خود حضرت مسیح نے بھی یہی تعلیم سکھلائی اور احادیث نبویہ میں بھی اسکا بہت ذکر ہے۔ اسلئے اس کا انکار سخت جہالت ہے۔ اور اس سے خطرہ سلب ایمان ہے۔ اور اسی غلطی سے درمیانی زمانہ کے لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فیج اعوج کا نہایت بُرا لقب پایا۔ اور اس اجماع کو بھول گئے جو حضرت ابوبکر کی

صفحہ ۱۵۹

الله
رسول
محمد

« مَنْ أسْبَلَ إزَارَهُ فِي صَلاتِهِ خُيَلاءَ ، فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي حِلٍّ وَلا حَرَامٍ » .

- صحيح.

٨٥- باب المَرْأةِ تُصَلِّي بِغَيْرِ خِمَارٍ

٦٤١ - عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أنَّهُ قَالَ :

« لا يَقْبَلُ اللهُ صَلاةَ حَائِضٍ ، إلَّا بِخِمَارٍ » .

- صحيح.

٨٦- باب مَا جَاءَ فِي السَّدْلِ فِي الصَّلاةِ

٦٤٣ - عَنْ أبِي هُرَيْرَةَ ، أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلاةِ، وَأنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ .

- حسن.

وعَنْ أبِي هُرَيْرَةَ ، أنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلاةِ .

- صحيح.

٦٤٤- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ : أكْثَرُ مَا رَأيْتُ عَطَاءً يُصَلِّي سَادِلاً .

- صحيح مقطوع.

وكذلك في قتال مانعي الزكاة قال عمر لأبي بكر : كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ : « أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله وأني رسول الله ، فإذا فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم وأموالهم إلا بحقها » فقال له أبو بكر رضي الله عنه: ألم يقل: «إلا بحقها» فإن الزكاة من حقها ، والله لو منعوني عناقاً كانوا يؤدونها إلى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على منعها . قال عمر : فوالله ما هو إلا أن رأيت قد شرح صدر أبي بكر للقتال ، فعلمت أنه الحق[1] .

ولهذا نظائر تبيّن تقدم أبي بكر على عمر ، مع أن عمر رضي الله عنه محدّث ، فإن مرتبة الصدّيق فوق مرتبة المحدّث ، لأن الصدّيق يتلقى عن الرسول المعصوم كل ما يقوله ويفعله ، والمحدّث يأخذ عن قلبه أشياء ، وقلبه ليس بمعصوم ، فيحتاج أن يعرضه على ما جاء به النبي المعصوم .

---

(١) رواه البخاري ١٣ /٢١٧ في الاعتصام : باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ، وفي الزكاة : باب وجوب الزكاة ، وفي استتابة المرتدين : باب قتل من أبى قبول الفرائض ؛ ومسلم رقم (٢٠) في الإيمان : باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا : لا إله إلا الله محمد رسول الله ، و « الموطأ » ١ /٢٦٩ في الزكاة ، : باب ما جاء في أخذ الصدقات والتشديد فيها ، والترمذي رقم (٢٦١٠) في الإيمان : باب ما جاء أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا : لا إله إلا الله ، وأبو داود رقم (١٥٥٦) في الزكاة في فاتحته ، والنسائي ٥ /١٤ في الزكاة : باب مانع الزكاة ، وابن ماجه رقم (٣٩٢٧) في الفتن : باب الكف عمن قال لا إله إلا الله ، من حديث أبي هريرة رضي الله عنه .

لشيخ الإسلام ابن تيمية
٦٦١ - ٧٢٨هـ

حققه وخرج أحاديثه
عبد القادر الأرناؤوط

الناشر

التوزيع

قتال البغاة

والبغاة المأمور بقتالهم: هم الذين بغوا بعد الاقتتال، وامتنعوا من الإصلاح المأمور به، فصاروا بغاة مقاتلين.

والبغاة إذا ابتدأوا [بالقتال][1] جاز قتالهم بالاتفاق؛ كما يجوز قتال [الغواة][2] قطاع الطريق إذا قاتلوا باتفاق الناس. فأما الباغي من غير قتال، فليس في النص أن الله أمر بقتاله، بل الكفار إنما يُقاتلون بشرط [الحراب][3]؛ كما ذهب إليه جمهور العلماء، وكما دل عليه الكتاب والسنة؛ كما هو مبسوط في موضعه[4].

أنواع المرتدين الذين قاتلهم الصديق

والصديق قاتل المرتدين الذين ارتدوا عما كانوا فيه على عهد الرسول من دينه، وهم أنواع: منهم من آمن بمتنبئ [كذاب][5]، ومنهم من لم يقر ببعض فرائض الإسلام التي أقر بها مع الرسول، ومنهم من ترك الإسلام بالكلية[6].

ولهذا تُسمى هذه وأمثالها من الحروب بين المسلمين فتنًا؛ كما سماها

---

(١) في «م»، و«ط»: (القتال).

(٢) في «خ»: (العداة). وما أثبت من «م»، و«ط».

(٣) في «م»، و«ط»: (الحراب). أما في «خ» فقد كتب الحراب، ووضع تحت حاء الحراب علامة «ح» إشارة إلى أنها مهملة.

(٤) انظر: «المغني» لابن قدامة: (١٢/ ٢٧٤ ـ ٢٨٣)، و«منهاج السنة النبوية»: (٤/ ٤٦٣، ٥٠٢)، و«مجموع الفتاوى»: (٤/ ٤٤٥، ٤٥٠)، و(١٠/ ٣٧٤ ـ ٣٧٥)، و(٢٧/ ٤١ ـ ٤٢، ٥٠٧ ـ ٥٠٨)، و(٢٨/ ٣٠٠ ـ ٣٠١، ٥٣٢)، و(٣٥/ ٧٨ ـ ٧٩).

(٥) في «خ»: (الكذاب). وما أثبت من «م»، و«ط».

(٦) انظر: «منهاج السنة النبوية»: (٤/ ٤٩٤، ٥٠١)؛ حيث بين شيخ الإسلام ﷺ أنواع المرتدين الذي قاتلهم أبو بكر الصديق ـ رضي الله عنه ـ بعد وفاة رسول الله ﷺ. و«الجواب الصحيح»: (٦/ ٤٧٤ ـ ٤٧٥).

كتاب
النبوات
تأليف